بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں نوجوانوں کا مقام

تالیف ـ ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر ـ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری ـ اموا مدینة الشیخ.شیوهر. بهار ـ انڈیا

قاہرہ کی اسلامی کانفرنس منعقدہ ۱۳۹۱ھ ،مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی جانب سے ۱۳۹۰ھ میں بلائی گئی عالمی کانفرنس،اور ۱۳۸۸ھ کی بیروت میں اسلامی اور مسیحی مناظرانہ کانفرنس نے اعتراف کیا ہے کہ دنیا میں جرائم کی کثرت اور بے راہ روی کی بنیادی وجہ نوجوانوں کے اندر دینی حمیت کا کمزور ہونا ہے،گرچہ مذکورہ اجلاسوں کی کاروائیوں پر ایک مدت گزر چکی ہے، اور ان کی قراردادیں بھی کافی پرانی ہو چکی ہیں،لیکن اس سلسلے کی اصلاحی کوششیں ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں یا بالکل ناکام ہو چکی ہیں، کیوں کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں دینی بیداری کی بجائے دینی گراوٹ آئی ہے، گویا مسئلہ جوں کا توں ہے یا مسئلے نے مزید پیچیدگی اختیار کر لی ہے،اس لئے اب اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے.

نوجوان آج کے باغ و بہار اور کل کے معمار ہیں،اگر ان کے اندر کسی قسم کی تعلیمی اور تربیتی کمی واقع ہوئی تو سماج اور معاشرے کا رخ بدل سکتا ہے، ہر طرف امن کی جگہ بدامنی،سکون کی جگہ اضطراب اور اصلاح کی جگہ فساد کی کارفرمائی ہوگی. اس لئے بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے ذہنی رجحانات کو صحیح راہ پر لگانا اب ماں باپ ، گارجین اور حکومت کے لئے پہلے سے زیادہ ضروری ہو گیا ہے.

اسلام جو ہمہ گیر مذہب ہے،انسانی زندگی کے ہر پہلو کی فلاح و بہبود کے لئے اصول مرتب کرتا ہے،بچوں کی تعلیم وتربیت پر بھی بلکہ ماں کے پیٹ میں جنین کی پرورش وپرداخت پر زور دیتا ہے،اس کی حفاظت اور اسکی بقا کو ضروری قرار دیتا ہے،اس کا اسقاط بغیر شرعی وجہ کے حرام اور بغیر حق کے ایک جان کا قتل قرار دیتا ہے،ماں باپ چوں کہ بچوں کے پہلے مربی اور ان کی گود پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے،اس لئے اس دائرۂ کار کا بچوں پر خاص اثر پڑتا ہے،اسی حقیقت کے پیش نظر اسلام نے فطرت کی تبدیلی اور اس سے انحراف کا پہلا ذمہ دار ماں باپ کو قرار دیا ہے کیوں کہ ان کی توجیہ وارشاد اور تعلیم وتربیت سے انسان مختلف مذاہب کا رنگ اختیار لیتا ہے.

”عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله مامن مولود يولد على الفطرة فأ بواه يهودانه أو ينصّرانه أو يمجسانه“ (مسلم)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں.

قرآن اورنوجوان

قرآن مجید نے حضرت لقمان علیہ السلام کی ان نصیحتوں کونقل کیا ہے،جن کو انہوں نے اپنے نوجوان بیٹے کے لئے کیا تھا،انہوں نے اپنی نصیحت کا آغاز توحید سے کیاہے،اور چند اخلاقی امور پر ختم کیا ہے،جن کو سات بنیادی نکات کے ذریعے واضح کیا جاسکتا ہے.

﴿۱﴾ توحید کی تعلیم:.

لقمان علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے نوجوان بیٹے کوشرک سے روکا،کیوں کہ شرک سے ایک طرف خدا کی بغاوت اور اسکی ہستی کا انکار لازم آتا ہے،اور دوسری طرف شرک کرنے والاخود اپنی مکرم پیشانی کو اپنے جیسے یا اپنے سے کمتر مخلوقات کے سامنے جھکا کر ذلیل وخوار کرتا ہے.

لہذا! ایک نوجوان کوشروع ہی سے شرک سے اجتناب کی تعلیم دینا ازحد ضروری ہے، تا کہ مستقبل میں وہ اپنی ذات کو خدائی بغاوت اوراپنے آپ کو اپنی بےحرمتی سے بچاسکے.

"یا بنی لا تشرک باللہ إن الشرک لظلم عظیم" ﴿لقمان:۱۳﴾

اے میرے پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہرانا، بےشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے.

﴿۲﴾ اللہ کی ذات اصل رازدار ہے:.

ایک نوجوان کو یہ علم ہو کے تمام بھیدوں کا جاننے والاصرف اللہ تعالی کی ذات ہے،دل کی کھٹک اور نگاہوں کی حرکت کا علم رکھتا ہے،وہ ایسا باریک بیں اورخبیر ہے جس سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں خواہ چٹان کے اندرایک دانہ ہو یا آسمان میں کوئی ذرہ.

لہذا! نوجوان کہیں اورکسی حال میں بھی کوئی اچھا یا برا عمل کرے وہ اللہ تعالی کے علم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا.

" یا بنّی إنھا إن تک مثقال حبّة من خر دل فتکن فی صخرة أ و فی السماوات أو فی ا لأر ض یأت بھا اللہ، إن اللہ لطیف خبیر " ﴿لقمان:۱٦﴾

اے میرے پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ بھی خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان میں ہو یا زمین میں ہواسے اللہ تعالی ضرور لائیگا،اللہ تعالی بڑا باریک بیں اور بڑا خبر دار ہے.

﴿۳﴾ نماز قائم کرنا:

نماز ایک نوجوان کی زندگی کوصحیح رخ پر ڈالنے کے لئے بنیادی کردار ادا کرتی ہے،اس لئے اس کوبچپن ہی سے نماز کا خوگر بنانا چاہیئے، سات سال کا ہو جائے تونماز کی عادت ڈلوانی چاہیئے اوردس سال کا ہو جائے تو اسے اس کی کوتاہی پر تادیبا ضرب لگانی چاہیئے،کیوں کہ نماز بندے کے اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے،یہی وجہ ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے کو اقامت صلاۃ کی تلقین کی.

"یا بنّی أقم الصلاۃ" ﴿لقمان:۱۷﴾

اے میرے پیارے بیٹے! نماز قائم کرو.

﴿۴﴾ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ:.
بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اہل عزیمت کا کام ہے،جس پر ایک اچھے سماج کی بقا کا انحصار ہے،اس کا ایک نوجوان کوشروع ہی سے خوگر بنانا چاہئے تا کہ وہ عزیمت کے ساتھ دین ودنیا کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے سکے
''وا مر بالمعروف وا نه عن المنكر'' (لقمان: ١٧).
''اور بھلائی کا حکم کرتے رہواور برائی سے روکتے رہو''

﴿۵﴾ صبر کا خوگر ہونا:
صبر مومن بندے کا ایسا ہتھیار ہے،جس کے بغیر وہ اپنی زندگی کی دشوار
کھا ٹیوں کو پارنہیں کرسکتا،ایک نوجوان کوبھی دین ودنیا کے امور کی انجام دہی کے وقت مصیبتوں اور پریشانیوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے،لہذا اسے بھی صبر کی دولت سے پوری طرح آراستہ ہونا چاہئے.
''واصبر على ماأصابك إن ذلك من عزم الأمور'' ﴿لقمان:١٧﴾
اور جومصیبت تم پرآجائے صبر کرنا،بیشک یہ بڑی عزیمت کے کاموں میں سے ہے.
یقیناً اقامت صلاۃ،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور مصیبتوں پرصبر کرنا بڑے حوصلے اور دل گردے کی بات ہے.

﴿٦﴾ کبروغرور سے اجتناب:.
جب کسی انسان کے دماغ میں تکبر کی ہوا بھر جائے،اور وہ غرور کی چادر اوڑھ لےتو اسکا اظہار اسکے چہرے بشرے سے ہونے لگتا ہے،اس کی گردن میں اکڑ،اس کے ماتھے پرشکن اوراس کی چال میں اتراہٹ پیدا ہو جاتی ہے،نتیجۃً وہ دوسروں کوحقیر وذلیل سمجھنے لگتا ہے،ان سے ترش رو ہوکر بات کرتا ہے، بلکہ منہ پھیر لیتا ہے.
لقمان علیہ السلام نے اسی بری عادت سے بچنے کے لئے اپنے نوجوان بیٹے کونصیحت فرمائی.
''ولا تصعر خدّك للناس☆ ولا تمش في الأرض مرحًا☆
إنّ الله لا يحبّ كلّ مختال فخور''﴿لقمان:١٨﴾
اورلوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا،اور زمین پراترا کرنہ چل،کسی تکبر کرنے والے اور شیخی بگھاڑنے والے کواللہ تعالی پسندنہیں فرماتا.

﴿٧﴾ رفتاراورآواز میں اعتدال:.
مال ودولت،جاہ ومنصب اور طاقت وقوت کی وجہ سے بسااوقات انسان کو کبروغرور کا روگ لگ جاتا ہےتو اسکا اظہار اسکی چال اورآواز سے بھی ہونے لگتا ہے،لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چال اورآواز میں میانہ روی اختیار کرنے نیز رفتار وآواز کے آداب سے مرصع ہونے کی تلقین کی تا کہ وہ بے ادبی اور
بداخلاقی کی لعنت سے دور رہے اور خواہ مخواہ اترا کر چلنے اور بلندآواز سے بات کرنے سے باز رہے،کیوں کہ یہ سب حیوانی

صفات ہیں جو انسان کو انسانیت سے گرا دیتی ہیں.
"واقصد فی مشیک واغضض من صوتک☆إن من أنکر الأ صوات لصوت الحمیر" ﴿لقمان:١٩﴾
اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے.
یہ وہ وصیتیں ہیں، جنہیں قرآن مجید نے حضرت لقمان علیہ السلام کی زبان سے ادا کیا ہے، تاکہ ماں باپ، گارجین، مربی، استاد اور حکومت اپنی قوم کے بچوں اور نوجوانوں کی سیرت وکردار کو ان سے مرصع کرسکیں.

دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کے دعوت کے میدان میں نوجوانوں کا بڑا کردار ہا ہے، کیوں کہ ان کے اندر کسی کام کے کرنے کا ولولہ، کسی معاملے کو عروج بخشنے کی جرأت اور کسی حادثے سے مقابلہ کرنے کی عظیم قوت ہوتی ہے، قرآن مجید نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا ہے، وہ چند نوجوان ہی تھے جن کے دلوں نے ایمان کی دولت پاتے ہی ہر طرح کے ناز ونعم کو چھوڑ کر صحراء وبیابان اور پہاڑوں کا رخ کیا، حکومت وقت کی ریشہ دوانیوں سے بچنے اور اپنے ایمان کی دولت کو محفوظ کرنے کے لئے ہجرت کی راہ اختیار کی، قرآن نے ان نوجوانوں کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے.
"إنّھم فتیة آمنو ابربّھم وزدناھم ھدی" ﴿کھف:١٣﴾
یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی دی تھی.
قرآن مجید کی ایک لمبی چوری سورہ ایک نوجوان کی عصمت وعفت، اس کی ہمت وجرأت اور اس کے دعوتی امور کے لیے وقف ہے، ایک نوجوان جس کی عمر ١٢/ سے ٢٠/ کے اندر ہو اس کے ذہن اور دل بلکہ اس کے انگ انگ میں ہر وقت کھیل کود اور ہر طرح کے صحیح اور غلط کاموں کے کرنے کا ایک دریا موجزن ہوتا ہے، علم النفس کے ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان کیلیئے یہ زمانہ اتنا نازک ہوتا ہے کہ اسے جو راہ مل جائے وہ اسے اپنا لیتا ہے، یہی عمر تھی ایک صالح جوان کی کہ جب ایک شریف خاتون، حسن کی پری اور وقت کی ملکہ نے اسے دعوتِ فسق وفجور دیا تو اس نوجوان نے عفت کا دامن تھام لیا، اور ہمیشہ کے لئے ایک مثال قائم کرگیا، جس کے حسن اور پاکدامنی کی آج بھی مثال دی جاتی ہے.

"وراودته التی ھو فی بیتھا عن نفسه وغلّقت الأبواب وقالت ھیت لک ☆قال معاذ الله إنّه ربّی أحسن مثوای☆ إنه لا یفلح الظالمون "﴿یوسف:٢٣﴾
اور اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف تھے، یوسف کو بہلانا پھسلانا شروع کیا کہ وہ اپنے نفس کی نگرانی چھوڑ دے، اور دروازے بند کرکے کہنے لگی: لو آجاؤ! یوسف نے کہا معاذاللہ وہ میرا رب ہے، مجھے اس نے بہت اچھی طرح رکھا ہے، ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا.

قرآن مجید نے معاشرتی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کیا ہے کہ آدمی کی خود اپنی اولاد جب بالغ ہوجائے تو ماں باپ کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ان سے اجازت لے، تاکہ زن وشو کی خصوصی حالات سے اس نوجوانی کے عالم میں واقف نہ ہوسکے، اور کہیں اس طرح اس کا ناپختہ ذہن غلط افکار وخیالات کا شکار نہ ہوجائے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
"وإذا بلغ الأطفال منکم الحلم فلیستأذنوا کما استأذن الذین
من قبلھم کذلک یبیّن الله لکم ایاته ، والله علیم حکیم" ﴿النور:٥٩﴾

اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہونچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں، انہیں بھی اجازت مانگ کرآنا چاہیئے، اللہ تعالی اسی طرح تم سے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے، اللہ تعالی ہی علم وحکمت والا ہے.

قدرت نے ماں باپ اور رہبرانِ قوم کے دلوں میں بچوں اورنوجوانوں کے لئے ایک خاص کشش اورمحبت ڈال دی ہے، تاکہ وہ ان کی تربیت اور دیکھ ریکھ کی ذمہ داری دل سے قبول کریں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسیٹیوں کا وجود اس کی کھلی دلیل ہے، جس کی کامیابی کے لئے وہ رات دن عملی اقدام کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرتے رہتے ہیں.

"والذین یقولون ربنا هب لنامن أزوا جناوذرّیاتنا قرّة أعین واجعلنا للمتقین إماما"﴿الفرقان: ۷۴﴾

اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا.

یہی دلی محبت تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کی حفاظت کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ نا اہل نکلا.

"ونادیٰ نوح ابنه وکان فی معزل یا بنیّ ارکب معنا ولاتکن مع لکافرین"﴿هود: ۴۲﴾

اورنوح علیہ السلام نے اپنے لڑکے کو جوایک کنارے پر تھا، پکار کر کہا اے میرے پیارے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ رہ.

جب نا اہل اولاد نے ضد اور ہٹ دھرمی سے انکار کر دیا تو شفقت پدری جوش میں آئی اور اس کی نجات کی دعا کرنے لگے.

"ونادیٰ نوح ربه فقال ربّ إن ّابنی من أهلی وإنّ وعدک الحق وأنت أحکم الحاکمین"﴿هود: ۴۵﴾

اورنوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقیناً تیرہ وعدہ سچا ہے، اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے،

اولاد سے اسی دلی محبت کے جذبے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی اولاد کی پیشوائی کے لئے دعا پر آمادہ کیا.

"وإذابتلی إبراهیم ربه بکلمات فأتمهن، قال إنی جاعلک للناس إماماً قال ومن ذرّیتی، قال لا ینال عهدی الظالمین"﴿البقرة: ۱۲۴﴾

اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا، اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ تعالی نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنادوں گا، عرض کرنے لگے اور میری اولاد کو، فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں.

ان مذکورہ قرآنی حقائق میں ہر ماں باپ، گارجین، مربی، استاد اور حکومت کے لئے کھلا پیغام ہے کہ وہ اپنے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کس طرح کریں اور ان کے لئے دعاء کب اور کس طرح مانگیں، تاکہ وہ دین ودنیا کی کامرانیوں سے اچھی طرح ہمکنار ہوسکیں.

نوجوان اور پیغام رسول

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نوجوانوں کے دل نرم و نازک اور وہ اپنے اندر ہر چیز کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اسی لئے کسی بھی صدا پر لبیک کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، ایک فرانسیسی عالم ''لیرمث'' کا کہنا ہے کہ چوں کہ بوڑھوں کا دماغ کام کرتے کرتے ایک خاص حد تک تھک جاتا ہے، اور درازیٔ عمر کی وجہ سے ان کے اعصاب میں جوانوں کی جیسی صلاحیت باقی نہیں رہتی، اس لئے نئے حالات اور نئے واقعات کی فکر اور ان کے قبول کرنے کی صلاحیت نوجوانوں کی طرح ان کے اندر نہیں ہوتی.

شروع اسلام کی تاریخ سے بھی اس حقیقت کی عکاسی ہوتی ہے کہ کس طرح نوجوانوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا، اس حقیقت کا اعتراف ایک غیر مسلم مفکر ''مونتمر'' نے اپنی کتاب ''محمد فی مکة'' میں کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ محمد کی دعوت پر لبیک کہنے والے اونچے اونچے خاندان کے شریف زادے تھے.

ہم ذیل میں شروع اسلام کے نوجوانوں کی ایک ہلکی فہرست درج کرتے ہیں تاکہ اس حقیقت پر مزید روشنی پڑ سکے.

﴿۱﴾ علی بن ابی طالب. رضی اللہ تعالی ۸/سال

﴿۲﴾ زبیر بن العوام. رضی اللہ تعالی عنہ...............۱۱/سال

﴿۳﴾ سعد بن ابی وقاص. رضی اللہ تعالی عنہ.........۱۷/سال

﴿۴﴾ جعفر بن ابی طالب. رضی اللہ تعالی عنہ.........۱۸/سال

﴿۵﴾ صہیب رومی. رضی اللہ تعالی عنہ...............۲۰/سال

نوجوانی ایک نعمت ہے، جس کی قدر کرنا اور اس کو صحیح رخ پر ڈالنا ضروری ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں.

عن ابن عبا س رضی الله تعالی عنهما قا ل: قا ل رسو ل الله ﷺ'' اغتنم خمساً قبل خمس، شبا بک قبل هرمک، وصحتک قبل سقمک، وغنا ک قبل فقرک، وفراغک قبل شغلک، وحیاتک قبل مو تک'' ﴿شرح السنة﴾

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزوں کے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت شمار کرو! اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے کے پہلے، اپنی صحت کو اپنی بیماری کے پہلے، اپنی مالداری کو اپنی تنگ دستی کے پہلے، اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت کے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت کے پہلے.

قیامت کے دن جن چیزون کے بارے مین سوال کیا جائیگا، ان میں سے ایک جوانی بھی ہوگی.

''لن تز ول قد ما عبد یو م القیا مة حتی یسأل عن أ ربع خصا ل : عن عمر ه فیماأفناه وعن شبا یه فیماأبلاه ، وعن ماله من أین اکتسب وفیماأنفقه، وعن علمه ماذاعمل به'' ﴿ طبرانی ﴾

قیامت کے دن کوئی بندہ ٹس سے مس نہیں ہوسکتا جب تک کہ چار سوالوں کا جواب نہ دیدے، اپنی زندگی کہاں اور کیسے

گزاری؟ اپنی جوانی کیسے اور کہاں ختم کی؟ اپنی دولت کیسے اور کہاں سے کمائی اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم سے کیا کیا فائدے حاصل کیئے؟

اور ان سات خوش نصیب انسانوں میں سے ایک نوجوان بھی ہوگا جن کو قیامت کے دن اللہ تعالی اپنے سائے میں جگہ دیگا، جب کہ وہاں کوئی سایہ نہ ہوگا.

عن ابیھریرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ "سبعة يظلّهم الله فی ظلّه الإمام العادل، وشابٌ نشأ فی عبادة ربّه، ورجل قلبه معلق فی المساجد، ورجلان تحابّا فی الله اجتمعا علیه وتفرقاعلیه، ورجل طلبته امرأة ذات منصب وجمال فقال: إنی أخاف الله، ورجل تصدّق أخفی حتّی لا تعلم شماله ما تنفق یمینه، ورجل ذکر الله خالياً ففا ضت عيناه" ﴿البخاری﴾

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ نے ارشاد فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ تعالی اس دن اپنے سائے میں جگہ دیگا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا، انصاف ور حاکم، وہ نوجوان جس نے اپنی نوجوانی کو اپنے رب کی عبادت میں گزاری ہو، وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں لگا رہا ہو، وہ دو آدمی جو اللہ کی محبت کی خاطر اکٹھے ہوئے ہوں اور اسی پر ان کی جدائی ہوئی ہو، وہ مرد جس کو جاہ وحشمت اور حسن جمال والی عورت نے دعوت دی ہو کہ لو آجاؤ تو اس نے کہا ہو کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ آدمی جس نے اس طرح چھپا کر صدقہ کیا ہو کہ اگر اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا ہو تو اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی ہو، اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا ہو تو اس کی دونو آنکھیں سے آنسو جاری ہو گئے ہوں.

جوانی ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس کی حفاظت ضروری ہے، اس کی حفاظت کا بہترین حل شادی ہے، کیوں کہ اس کے اندر سکون ہے، پیار ومحبت ہے، اور آپسی رحمت وبرکت کا سامان ہے، اگر کسی پریشانی اور دقت کی وجہ سے شادی کرنا بروقت مشکل ہو تو جنسی دباؤ کو کم کرنے کے لئے آپﷺ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، تا کہ اس کے ذریعے قوت شہوانی کمزور ہو اور نازیبا حرکات سے ایک نوجوان کا دامن پاک رہے.

عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالی عنه قال قال رسول اللهﷺ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فإنه أغض للبصر و أحصن للفرج، ومن لم یستطع فعلیه الصوم فإنه له وجاء "﴿البخاری﴾

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے ارشاد فرمایا: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نان ونفقہ کی صلاحیت رکھتا ہو وہ شادی کر لے، اس لئے کہ شادی نگاہ کو نیچی کرنے والی اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے، اور جو اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے، کیوں کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے.

نوجوانوں کے لئے سلف صالحین کا اہتمام

نوجوان ماں باپ اور قوم کے پاس اللہ کی امانت ہیں، سلف صالحین کو اس امانت کی حفاظت کا بڑا خیال تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نوجوانوں کی جماعت کو بلا کر ان سے مشورہ لیتے، اور اس طرح ان کی ہمت افزائی کرتے، امام زہریؒ کا یہ

مشہور قول ہے.
"لا تحقروا أنفسكم لحداثة أسنا نكم" اپنے آپ کو کمسنی کی وجہ سے حقیر اور کمزور نہ سمجھو

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان اپنے باپ کے پاس اللہ تعالی کی امانت ہے،اس کا دل صاف شفاف جوہر ہے، جو اپنے اندر ہر طرح کے نقش کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے،اگر اسے بھلائی کا خوگر بنایا گیا تو بھلائی کا خوگر ہوگا اور اگر اسے برائی کا خوگر بنایا گیا تو برائی کا خوگر ہوگا،اس لئے ہر باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کی اس امانت کا پورا پورا خیال رکھے.
"یاایھاالذین آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم ناراً"
اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

نوجوانوں کی مشکلات اور ان کا حل

نوجوانوں کی بے راہ روی کے اسباب اور ان کی مشکلات کو تین مختلف خانوں میں تقسیم کر کے ان کا حل ڈھونڈھا جاسکتا ہے.
﴿۱﴾ ذاتی مشکلات .﴿۲﴾ داخلی مشکلات.﴿۳﴾ خارجی مشکلات.

﴿۱﴾ ذاتی مشکلات

نوجوانوں کی طبیعت میں اتار چڑھاؤ، حدت وجدت، آزادی کا حرص اور ہر کام سے جلد فارغ ہونے کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے،جس کی وجہ سے ان کے بھٹکنے اور غلط راہوں پر لگ جانے کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے، یہ ایک فطری جذبہ ہے جسے قدرت نے ان کے مزاج میں ڈال دیا ہے،اس لئے قدرت نے اس کا علاج بھی بہت آسان رکھا ہے، وہ یہ کہ ان کے سامنے ہر کام عملی شکل میں پیش کیا جائے، کیوں کہ وہ فطرتاً سن کر عمل کرنے کے بجائے دیکھکر عمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں.
لہذا! ماں باپ، گارجین ، استاد، اور مربی جو کچھ اپنے بچوں اور جوانوں سے کہنا چاہتے ہوں پہلے خود اس کا نمونہ بن جائیں.

﴿۲﴾ داخلی مشکلات

گھر، مدرسہ، اور سماج کے درمیان واضح فرق، جیسے ایک نوجوان دین کی تعلیم لیکر اور اخلاق کا سبق پڑھ کر مدرسہ سے گھر لوٹتا ہے تو اپنے گھر اور سماج میں اس کے خلاف عمل پاتا ہے تو اس کے ذہن پر یہ عملی کام غالب آجاتا ہے،اور پڑھا ہوا درس اس کے ذہن کے پردوں میں گم ہوجاتا ہے یا اس کے نازک ذہن سے محو ہوجاتا ہے.
اس کا حل یہ ہے کہ ماں باپ، گارجین، استاد، ارباب مدارس اور حکومت وقت سب مل کر گھر، مدرسہ اور سماج کے اندر یکسانیت لانے کی ہر ممکن کوشش کریں،ان کے لئے ان کے ذہن سے ہم آہنگ آسان نصابِ تعلیم فراہم کریں اور گھر،

مدرسہ، اورسماج کو ہرطرح کے گندے آلات اورفحش لیٹریچر سے پاک کریں.

﴿۳﴾ خارجی مشکلات

﴿ا﴾ دشمن اسلام کا استعمارخواہ سیاسی ہو یافکری یا تہذیبی.

﴿ب﴾ مغربی افراد یا مغرب زدہ افراد سے کامل اختلاط ،اور یہ کام عام طور پر یورپ سے آے ہوئے پروفیسر یا ان سے متاثر افراد یا انکے مکتب فکر کے گرویدہ افرادانجام دیتے ہیں.

اس کا حل کافی مشکل ہے، کیوں کہا آج مغرب زدہ افرادسماج کی ہر چیز پر حاوی اور غالب ہیں، اوراس کی ہر چیز کواپنے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں، گرچہ ان مشکلات کا حل اور ان مشکلات پیدا کرنے والون کی اصلاح جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے .پھر بھی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے، ان افرادکوسماج ،قوم اور ملک سے تو نکال نہیں سکتے ،لیکن ان کے سامنے اصلا حی پروگرام پیش کر سکتے ہیں، ان کے لئے دینی لیکچروں ، دعوتی کتابوں اور ثقافتی اجلاسوں کا انعقاد کر کے انہیں اسلامی تعلیم سے قریب اور اخلاقی قدروں کا پابند بنا سکتے ہیں ، اوراس طرح ان کی لائی ہوئی مصیبتوں سے سماج ،قوم اور ملک کونجات دلا سکتے ہیں .

نوجوانوں کی فرصت کے اوقات کا حل

نوجوان خواہ طالب العلم ہو یاکسی فیکٹری میں کام کرنے والا، ہرایک کے پاس فرصت کے کافی وقت ہوتے ہیں ،خاص کر طالب العلم کوتو ہفتہ میں کم از کم ایک دن ، مہینے میں کئی باراور سال میں کئی مہینے جیسے موسم گرما کی چھٹی،قومی دن اور دیگر مناسبات کی چھٹیاں اور دینی اداروں کےطلبہ کے لئے عیدوبقرعید کی لمبی چھٹیاں.

اب غورکرناہے کہ یہ نوجوان جن پر نہ مالی نہ گھریلو اورنہ کسی دوسرے طرح کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں ،آخراپنے فرصت کے اوقات کیسے کہاں اورکس طرح گزاریں ؟ان کی فرصت کے اوقات کے لئے ان کی تعلیم وتربیت کی طرح مناسب اور مکمل لائحۂ عمل ہونا چاہیئے ،تا کہ وہ اپنی فرصت کے اوقات کواپنی بہتری کے لئے کام میں لاسکیں ، ورنہ ان کی صحت اور فراغت کا زیاں لازم آئیگا، اللہ کے رسول ارشادفرماتے ہیں .

" نعمتان مبغون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ" ﴿البخاری﴾

"دونعمتیں صحت اورفراغت کی اکثر لوگ قدرنہیں کرتے"

ان دونعمتوں کو ہمارے نوجوان کس طرح ضائع کرتے ہیں، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے گھر ، بستر اورٹیبل پرفحش لیٹریچرشمع ، روبی اور بیسویں صدی جیسے اخلاق سوز رسالے اور جریدے ،جنس کوابھارنے والی کوک شاشتریں اور دیگر جنسی ناولوں کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور موجود ہوتی ہے، ریڈیو، ٹیپ ریکاڈر، اور ٹیلی ویژن پر دلربا باتصویرگانوں کا پروگرام اس پرمستزاد، گویا قوم ،سماج اور ملک اپنے نوجوانوں کوشہد میں زہرگھول کر پلارے ہیں .

میری سمجھ سے نوجوانوں کے ان انحرافات اور بے راہرویوں کا علاج ذیل کے امور سے کیا جاسکتا ہے.

﴿ا﴾ ہر محلے میں ایک ثقافتی مرکز ہو، جہاں ہرطرح کے دینی اورثقافتی رسالے اورکتابیں فراہم کی جائیں.

﴿۲﴾ ہرطرح کے معقول کھیل کودکا سامان مہیا کیا جائے .

﴿۳﴾ وقتاً فوقتاً خاص کر فرصت کے ایام میں علمی مباحثے کا قیام عمل میں لایا جائے ،صرف رٹی رٹائی تقریروں کا ایک اجلاس بلا لینا مسئلے کا حل نہیں ہے.

﴿۴﴾ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ درس قرآن کا نظم ہو، اور اس کے خاتمے پر کامل آزادی کے ساتھ سوال وجواب کا بھی اہتمام کیا جائے.

﴿۵﴾ کسی مناسب مقام پر نکل کر خیمہ لگایا جائے، جہاں ہر طرح کے ثقافتی، اصلاحی اور اخلاقی پروگرام کا مناسب انتظام ہو.

﴿۶﴾ مدرسۃ اللیل ﴿NIGHT SCHOOL﴾ یعنی رات کے مدرسے کا قیام عمل میں لایا جائے ،جس کے ذریعے ان نوجوانوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرایا جائے جو اس نعمت خداوندی سے محروم ہیں.

ملاحظہ

یہ مضمون زیادہ تر سعودی مفکر شیخ احمد محمد جمالؒ کی عربی کتاب
" **اهتمام الإسلام بالشباب**" سے ماخوذ ہے.

ممتاز احمد عبد اللطیف
مرکز الدعوۃ والإرشاد .دبی
۱۴۰۶/۹/۱۵